حنفی نمازِ جنازہ

Hanafi Namaz e Janaza

[تصنیف لطیف]

حضور فیضِ ملّت مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح مُفتی

نور اللہ مرقدہ

مُحمد فیض احمد اُویسی رضوی

(www.faizahmedowaisi.com)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ

حنفی نمازِ جنازہ

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہ میں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

امابعد! احناف جب جنازہ میں دعا پڑھتے ہیں تو غیر کہتے ہیں یہ بدعت ہے حالانکہ معاملہ بَرعکس ہے۔ وہ یہ کہ جنازہ میں فاتحہ کا پڑھنا بِدعت ہے اور اَحناف کی دعائیں مقلدین نے حسب عادت نمازِ جنازہ میں اختلاف کیا ہے کہ نمازِ جنازہ میں فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور یہ احناف جو دعائیں احادیث سے ثابت ہے فقیر اس رسالہ میں ہر دونوں کو متحقق و مدلل کرتا ہے۔

مؤقف اَحناف: اَحناف کے نزدیک نمازِ جنازہ میں صرف قیام اور چار تکبیروں کا پڑھنا فرض ہے۔ان کے علاوہ نیت اور پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، دوسری تکبیر کے بعد حضور ﷺ پر درود شریف، تیسری تکبیر کے بعد مَیت کے حق میں دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جاتا ہے ان میں سے کسی چیز کا پڑھنا فرض نہیں۔ ثناء، درود اور دعا یہ سب مُستَحَب (پسندیدہ عمل) ہے۔ نمازِ جنازہ میں ثناء، درود یا دعا کو کسی خاص الفاظ سے پڑھنے کا حَدیث میں حکم نہیں۔ احادیث شریفہ میں وَارِد جن کلمات سے بھی ثناء، درود اور دعا پڑھ لی جائے ادا ہو جائے گی۔ چنانچہ امام ابن ابی شیبہ اپنی مُصَنِف میں روایت کرتے ہیں۔

احادیثِ مبارکہ

(1) عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «مَا بَاحَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَبُو بَكْرٍ، وَلَا عُمَرُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ بِشَيْءٍ» [1] (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 110، جلد4)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رِوَایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نمازِ جنازہ میں پڑھنے کے لئے کسی چیز کو مُتَعَین (لازم) نہیں فرمایا۔

(2) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنَّهُمْ لَمْ يَقُومُوا عَلَى شَيْءٍ فِي أَمْرِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ» [2]

---

[1] (الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار المعروف مصنف ابن ابي شيبه، كتاب الجنائز ،باب من قال ليس على الميت دعاء موقت في الصلاة عليه وادع بما بدا لك، الجزء2، الصفحة489، الحديث11367،مكتبة الرشد الرياض)

[2] (الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار المعروف مصنف ابن ابي شيبه، كتاب الجنائز ،باب من قال ليس على الميت دعاء موقت في الصلاة عليه وادع بما بدا لك، الجزء2، الصفحة489، الحديث11368،مكتبة الرشد الرياض)

یعنی حضور ﷺ کے تیس صحابہ سے روایت ہے کہ نمازِ جنازہ میں پڑھنے کے لئے کوئی چیز متعین (لازم) نہیں ہے۔

(3) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ، فَقَالَ: «مَا نَعْلَمُ لَهَا شَيْئًا مُوَقَّتًا ادْعُ بِأَحْسَنِ مَا تَعْلَمُ»[3] (ایضاً)

یعنی عمران بن جریر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد ﷺ سے نمازِ جنازہ کے بارے میں پوچھا وہ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی چیز متعین (لازم) نہیں جو اچھے کلمات ہوں ان سے دعا مانگو۔

اس تفصیل سے ظاہر ہوگیا کہ غیر مقلدین کا نمازِ جنازہ میں خاص ثناء، درود اور دعا کا تعین کرنا قطعاً باطل (غلط) اور احادیث صریحہ (واضح) کے خلاف ہے۔

آج کل جن عبارت (کلمات) کے ساتھ ثناء، درود اور دعا کا عام رواج ہوگیا ہے ان کے ساتھ تخصیص (خصوصیت کے ساتھ) اور تعین (لازم ٹھہرانا) اَحناف کی کسی مُستَند کتاب میں موجود نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ مخالفین بھی اس سلسلہ میں کوئی حوالہ پیش نہیں کرسکتے۔جن عبارت کے ساتھ آج کل نماز جنازہ میں ثناء، درود اور دعا پڑھی جاتی ہے کتب احادیث میں ان عبارتوں کا ثبوت تفصیل سے ترتیب وار فقیر عرض کرتاہے۔

نیت: زمانہ رسالت ﷺ سے چھٹی صدی تک دل سے نیت کی جاتی۔ دین میں کاہلی و سستی کے غلبہ (زیادتی) سے علماءِ کرام نے زبان سے نیتِ زبانی کا حکم صادر (حکم جاری) فرمایا تاکہ اِقرار باللسان (زبان سے اعتراف) و تصدیق بالقلب (دل سے رضامندی) کے مطابق عمل ہوجائے۔گویا یہ بدعتِ حسنہ (اچھی بدعت) کے زُمرَہ (گروہ) میں شامل ہوکر اِستِحباب (مُستَحَب کی جمع، پسندیدہ اعمال) کا درجہ پایا اس سے نہ کسی کو اختلاف ہوا اور نہ ہے۔ (سوائے غیر مقلدین)

انتباہ: اس قسم کی بدعات حسنہ بیشمار ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "بدعت ہی بدعت"۔

فائدہ: اکثر علاقوں میں نیت زبانی امام صاحب یا کوئی اور صاحب کہلواتے ہیں۔

" نیت کرتاہوں میں نمازِ جنازہ کی چار تکبیریں نمازِ جنازہ فرض کفایہ، ثناء اللہ تعالیٰ اور درود حضرت محمد مصطفی ﷺ کے لئے اور دعا اس حاضر میت کے لئے منہ قبلہ کی طرف پیچھے اس امام کے"۔

یہ بھی مستحسن امر (اچھا عمل) ہے کیونکہ نماز جنازہ میں شامل اکثریت جاہلوں اور بے خبروں کی ہوتی ہے ان کی سہولت کے لئے مذکورہ بالا الفاظ دہرائے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

انتباہ: وہابیوں دیوبندیوں کی عادت ہے کہ جو امر (عمل) صراحۃً (واضح طور) حضور ﷺ سے ثابت نہ ہو وہ اسے بدعت کہتے ہیں یہ ان کا جاہلانہ سوال ہے۔اس لئے کہ بیشمار اُمور مستحب (اچھے اعمال) ہیں جو قواعد شرعیہ (دین کے اصولوں) سے ثابت ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "حقیق البدعة"۔

---

[3] (الکتاب المصنف في الأحاديث والآثار المعروف مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الدعاء ،باب من قال: ليس على الميت دعاء موقت، الجزء 6، الصفحة 100، الحديث 29793، مكتبة الرشد الرياض)

ثناء: اَحادیث میں ثَناء کے لئے متعینہ (طے شدہ) کلمات درج ہیں۔ان میں سے کوئی ثناء پڑھ لی جائے تو جائز ہے۔علامہ ابن ہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کلام یہ ہے کہ بندہ کہے،

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ.[4]

(فتح القدیر، جلد1، صفحہ202)

اور حافظ ابو شجاع نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

جَلَّ ثَنَاءُکَ کے جملہ کو غیر مُقَلِّدین وَہابیہ نے بدعت کے کھاتہ میں ڈال دیا ہے حالانکہ یہ جملہ حدیث شریف سے ثابت ہے لیکن جو حدیث ان کے مقصد کی نہ ہو اس کا وہ انکار کردیتے ہیں تو دراصل حدیث یہی ہے۔

علاوہ ازیں اُصول اسلامی کے مطابق بھی یہ کلمہ نمازِ جنازہ مستحسن ہے تاکہ فرضِ عین (سب پر لازم فرض یعنی نماز) و فرض کفایہ (ایسا فرض جو کسی ایک کے ادا کرنے سے بقایا مسلمانوں پر لازم نہ آئے) کے مَابَین (درمیان) اِمتِیاز (فرق) ہو اور اضافی کلمات کے لئے شرعاً اجازت بھی ہے اور اس کی نظیر (مثال) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی منقول ہے۔

اسی قاعدہ پر مشائخ نے حدیث کے الفاظ جَلَّ ثَنَاءُکَ بڑھائے ہیں جیساکہ اذان کے بعد کی دعا میں والدرجة الرفیعة اور وارزقنا شفاعة یوم القیمة بڑھایا جاتاہے۔

اسی طرح درود ابراہیمی میں مشائخ حدیث نے وسلمت وبارکت ورحمت وترحمت بڑھا لئے ہیں اور رسول اکرم ﷺ کے اورادووظائف میں چند الفاظ بڑھانے میں کچھ حرج نہیں۔ احادیث سے ثابت ہے کہ تلبیہ حج کے کلمات میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر لوگوں نے آپ ﷺ کے روبرو (سامنے) ہی چند الفاظ بڑھا لئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ قرآن کریم، سورہ حشر، آیت نمبر7 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

یعنی اور رسول ﷺ جو کچھ تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں تو تم باز رہو (رک جاؤ)۔

سنن ابو داؤد جلد1 صفحہ 182 پر ہے، حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، «أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ». قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِي تَلْبِيَتِهِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ، وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ".[5]

دوسری حدیث یہ ہے جس سے ثابت ہے کہ لوگوں نے آپ ﷺ کے رُوبرو ہی آپ ﷺ کے کلمات پر چند کلمات اپنی طرف سے بڑھالئے تھے مگر آپ نے ان کو کچھ نہیں فرمایا۔

---

[4] (فتح القدير، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الجزء1، الصفحة289، دار الفكر)

[5] (سنن ابي داود، كتاب المناسك، باب كيف التلبية، الجزء2، الصفحة162، الحديث1812، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

چنانچہ حدیث میں ہے، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَهَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ التَّلْبِيَةَ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: وَالنَّاسُ يَزِيدُونَ «ذَا الْمَعَارِجِ» وَنَحْوَهُ مِنَ الْكَلَامِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ فَلَا يَقُولُ لَهُمْ شَيْئًا [6]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھ کر تلبیہ پڑھا اس کے بعد وہی روایت ہے جو اُوپر مذکور ہے اور لوگوں کی عادت تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے اعلیٰ شان کلمات کی اضافہ کرتے تھے۔ حضور ﷺ سن کر کچھ نہ فرماتے ان معنی پر بھی جل ثناءُک کا اضافہ ہوا۔

درود شریف: درود شریف پڑھنے کے لئے بھی احادیث پاک میں متعدد (بہت زیادہ) صیغے (کلمات) مذکور (لکھے ہیں) ہیں ان میں سے کوئی ایک درود پڑھا جا سکتا ہے۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں دوسری تکبیر کے بعد تشہد والا درود شریف (المعروف درود ابراہیمی) پڑھے۔ اگر اس نے اس کے علاوہ کوئی اور درود شریف پڑھا پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ مطلق (محض) درود شریف پڑھنا مقصود ہے۔ [7]

(المغنی جلد 2 صفحہ 487)

جو درود شریف نمازِ جنازہ میں پڑھا جاتا ہے اس کی عبارت یہ ہے، اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت وسلمت و بارکت ورحمت وترحمت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

اس درود میں سلمت و ترحمت کے الفاظ بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے غیر مقلدین سمجھتے ہیں کہ یہ درود شریف حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں ہے اور یہ الفاظ احادیث سے ثابت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ،

اللهُمَّ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ [8]

(ابن مسدی، سعادت الدارین صفحہ 231)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: وارحم محمدا وال محمد کما رحمت علي ابراهيم وعلي ابراهيم انك حميد مجيد [9] (رواه ابن جرير، سعادت الدارين صفحه 230)

ایک اور روایت میں ہے، وَارْحَمْ مُحَمَّدًا، وَآلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ، وَبَارَكْتَ، وَتَرَحَّمْتَ، عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حُمَيْدٌ مَجِيدٌ [10] (رواه الحاكم)

---

[6] (سنن ابي داود، كتاب المناسك، باب كيف التلبية، الجزء 2، الصفحة 162، الحديث 1813، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

[7] (المغني لابن قدامة، كتاب الجنائز، مسألة؛ قال: (ويكبر الثانية، ويصلى على النبي صلى الله عليه وسلم، كما يصلى عليه في التشهد)، الجزء 3، الصفحة 412، دار عالم الكتب للطباعة والنشر والتوزيع، الرياض المملكة العربية السعودية)

[8] (سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين صلى الله عليه وسلم، حرف العين، الصفحة 89، دار كتب العلمية، بيروت، لبنان)

[9] (سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين صلى الله عليه وسلم، حرف العين، الصفحة 90، دار كتب العلمية، بيروت، لبنان)

اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے: أحسنوا الصلاة على نبيكم [11] ترجمہ اپنے نبی ﷺ پر بہترین طریقے سے درود بھیجو۔

اور کیا یہ بہترین طریقہ نہیں ہے کہ اِختِصار (مختصر کرکے) کے ساتھ حدیث شریف میں وارد کلمات سلمت رحمت اور بارکت کو درود میں پڑھ لیا جائے۔

انتباہ: احناف کے طریقہِ جنازہ میں جس درود شریف کے الفاظ مذکور ہیں وہ ہم نے احادیث کی تصریحات (وضاحتوں) سے ثابت کردیئے۔ اس کے باوجود غیر مقلدین کا انکار دو وجہ سے ہے۔(۱)احناف سے ضد(۲)احادیث کا انکاراور دونوں امر لے ڈوبیں گے۔

الدعا: فقیر احادیث مبارکہ سے ثابت کرتاہے کہ حضور ﷺ نے مختلف اوقات میں میت کے لئے دعائے مغفرت مختلف الفاظ میں فرمائی ہے۔ان میں کوئی سی بھی دعا اگر پڑھ لی جائے تو جنازہ درست ہوگا۔ان دعاؤں میں ایک دعا یہ بھی ہے۔ جو احناف میں مروج ہے:

«اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا» «اللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِيمَانِ». [12] (رواہ الترمذی)

نمازِ جنازہ کی دعائیں: پہلے بار بار عرض کیا جاچکا ہے کہ نمازِ جنازہ میں کوئی خاص دعا مقرر نہیں۔نبی اکرم ﷺ سے مختلف دعائیں منقول ہیں وہ فقیر بہ فیض احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ درج کرتاہے۔

آپ نے ایک سائل کے جواب میں لکھا جب کہ اس کا سوال ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعائیں ہیں، آپ نے فرمایا کہ وہ تیرہ (13) دعائیں کہ نمازِ جنازہ کی احادیث میں وارد ہوئیں۔فقیر نے انہیں جمع کرکے ایک اورکا اضافہ کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ انہیں (یعنی نمازِ جنازہ کی دعائیں) میں گزارش کرتاہوں کہ حفظ (یاد کرلیں) فرمالیں اور بالحاظ معنیٰ (معنیٰ کو دھیان میں رکھتے ہوئے) جنائز (جنازہ کی جمع) اہلِ سنت پر پڑھا کریں۔جن کلمات کو دو خط ہلالی (بریکٹس) میں لے کر ان پر خط کھینچ (لائن لگا کر) کر بالائے سطر (لائن کے اوپر) دوسرے الفاظ لکھے جاتے ہیں وہ لفظ عورت کے جنازہ میں اُن کلمات کی جگہ پڑھے جائیں۔

اَدْعِيَہْ (دعا کی جمع) بعد تکبیر سوم:

---

[10] (المستدرك على الصحيحين للحاكم. كتاب الطهارة. باب أما حديث عبد الرحمن بن مهدي. الجزء 1. الصفحة 402. الحديث991. دار الكتب العلمية بيروت)

[11] ابن ماجہ میں ہمیں یہ حدیث نہ ملی۔البتہ سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے۔

(سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين صلى الله عليه وسلم. المسالة الثانية في زيادة لفظ سيدنا في الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم. الصفحة38. دار كتب العلمية. بيروت. لبنان)

[12] (سنن الترمذي. أبواب الجنائز. باب ما يقول في الصلاة على الميت. الجزء3. الصفحة 334. الحديث1024. شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر)

(1) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھَمَّ مَنْ اَحْیَیْتَه مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَاتَحْرِمْنَا اَجْرَ (ہٗ)ھَا ، وَلَاتَفْتِنَّا بَعْدَ(ہٗ) ھَا

(2) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَهٗ (لھا) ، وَارْحمهٗ (ھا) ، وَعَافِهٖ (ھا) وَاعْفُ عَنْهُ (ھا) وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ (ھا) وَاغْسِلْهٗ (ھا) بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٗ (ھا) مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَابدِلْهُ (ھا) دَارًا خَیْرًا مِنْ دَارِ ہ (ھا) وَاَھْلاً خَیرًا مِّنْ اَھْلِهٖ) (وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ (عه) وَاَدْخِلهُ (ھا) الْجَنَّةَ وَاَعِذْهٗ (ھا)مِنْ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنْ فِتْنَةِالْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ

(3) اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ (اَمَتُکَ)وَابْنُ (وَبِنْتُ) اَمَتِکَ یشْھَدُ (تشْھَدُ)اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لکَ وَیَشْھَدُ(تَشْھَدُ) اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ اَصْبَحَ فَقِیْرًا (اَصْبَحَتْ فَقِیْرَةً) اِلٰی رَحْمَتِکَ وَاَصْبَحْتَ غَنِیًّا عَنْ عَذَابِهٖ)ھَا تَخَلّٰی (تَخَلَّتْ) مِنَ الدُّنْیَاوَاَھْلِھَااِنْ کَانَ زَاکِیاً (کَانَتْ زَاکِیَةً) فَزَکِّهٖ)ھَا وَاِنْ کَانَ مَخْطِئًا(کَانَت مُخْطِئَةً) فَاغْفِرْ (لهٗ)لَھَا اَللّٰھُمَّ لَاتَحْرِمْنَااَجْرَ(ہٗ) ھَا وَلَاتُضِلَّنَابَعْدَ(ہٗ)ھَا

(4) اَللّٰھُمَّ (ھٰذَاعَبْدُکَ)ھٰذِهٖ اَمَتُکَ ابْنُ عَبْدٍ) بِنْتُ بْنُ اَمَتِکَ مَاضٍ فِیْهٖ)ھَا حُکْمُکَ، خَلَقْتَهٗ (ھَا) وَلَمْ یَکُ (تَکُ ھِیَ) شَیْئًامَّذْکُوْرًا، نَزَلَ (لَت) بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُمَنْزُوْلً بِهٖ ط اللھم لقنه(ھا) حجته(ھا) و الحقه (ھا) بنبیه محمد صلی الله تعالی علیه وسلم وَثَبِّته (ھا) بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فَاِنَّه(ھَا)اَفْتَقَرَ (افتَقَرَتْ) اِلَیْکَ وَاسْتَغْنَیْتَ عَنْهُ(ھَا)کَانَ یَشْھَدُ (کَانَتْ تَشْھَدُ) اَنْ لَّااِلٰهَ اِلّااللهُ فَاغْفِرْلَهُ(ھا) وَارْحَمْهُ(ھا) وَلاَ تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ (ھا)وَلَاتَفْتِنَّا بَعْدَ ہٗ (ھا)اللّٰھُمَ اِنْ کَان زَاکِیًا (کَانَت زَاکِیَةً) فَزَکِّهٖ(ھا) وَاِنْ کَان خاطئا (کانت خاطِئَةً) فَاغْفِرْلَه(ھا)

(5) اللّٰھُمَّ عَبْدُکَ اَمَتُکَ وَا(بْنُ)بَنْتُ اَمَتِکَ احْتَاجَ(احتاجَت) اِلٰی رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ غَنِی عَنْ عَذَابِهٖ (ھا) اِنْ کَانَ (کَانَتْ) مُحْسِنًا(مُحْسِنَةً) فَزِدْفِیْ اِحْسَانِهٖ(ھا) وَاِنْ کَا نَ (کَانَتْ)مُسِیْئًا (مُسِیْئَةً) فَتَجَاوَزْ عَنْهُ(عَنْھَا)

(6) اَللّٰھُمَّ (عَبْدُکَ)اَمَتُکَ وَا(بْنُ)بِنْتُ عَبْدِکَ کَانَ (کَانَتْ)یَشْھدُ(تَشْھدُ) اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللهوَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ صَلَّی الله تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ط وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِه(ھا) مِنَّا اِنْ کَانَ(کَانَتْ) مُحْسِنًا(مُحْسِنَةً) فَزِدْفِیْ اِحْسَانِهٖ(ھا) وَاِنْ کَانَ(کَانَتْ)مُسِیْئًا(مُسِیْئَةً) فَاغْفِرْلَه۔(ھا) وَلَاتَحْرِمْنَا اَجْرَه(ھا) تَفْتِنَّا بَعْدَہ(ھا)

(7) (اَصْبَحَ عَبْدُکَ ھٰذَا)اَصْبَحَتْ اَمَتُکَ ھٰذِهٖ قَدْ(تَخَلّٰی) تَخَلَّتْ عَنِ الدُّنْیَاوَ(تَرَکَھَا)ترکَتْھَا لِاَھْلِھَاوَ(افْتَقَر) افْتَقَرَتْ اِلَیْکَ وَاسْتَغْنَیْتَ عَنْه ھَا وَقَدْ(کَانَ یَشْھَدُ)کَانَتْ تَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّااللهُ

وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ (لَہ،) ھَا وَتَجَاوَزْعَنْہُ (ھا) وَاَلْحِقْہُ (ھا) بِنَبِیِّہٖ (ھا) صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی علیہ وسلم

(8) اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا وَاَنْتَ خَلَقْتَھَا وَاَنْتَ ھَدَیْتَھَا لِلْاِسْلَامِ ط وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَھَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّھَا وَعَلَانِیَتِھَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَھَا

(9) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاِخْوَانِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا اَللّٰھُمَّ (ھٰذَا عَبْدُکَ) ھٰذِہٖ اَمَتُکَ فَلَانُ (ابْنُ) بِنْتُ فُلَانٍ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ (بِھَا) مِنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَلَہ (لَھَا)

(10) اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ (ابْنُ) بِنْتَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ جِوَارِکَ فَقِہٖ (ھَا) مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ ط اَللّٰھُمَّ فَاغْفِرْ لَہ (ھَا) وَارْحَمْھُ ھَا اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

(11) اَللّٰھُمَّ اَجِرْھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ط اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْھَا وَصَعِّدْ رُوْحَھَا وَلَقِّھَا مِنْکَ رِضْوَاناً

(12) اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ خَلَقْتَنَا وَنَحْنُ عِبَادُکَ ط اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَیْکَ مَعَادُنَا

(13) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَ (ہ) ھَا وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَ (ہ) ھَا

(14) اَللّٰھُمَّ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہ، کُفُوًا اَحَد ٥ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْکَرِیْمَ اِذَا اَمَرَ بِالسُّؤَالِ لَمْ یَرُدَّہ اَبَدًا وَقَدْ اَمَرْتَنَا فَدَعَوْنَا وَاَذِنْتَ لَنَا فَشَفَعْنَا وَاَنْتَ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ فَشَفِّعْنَا فِیْہِ (ھَا) وَارْحَمْہُ (ھَا) فِیْ وَحْدَتِہٖ (ھَا) فِیْ وَحْشَتِہٖ (ھَا) وَارْحَمْہُ (ھَا) فِیْ غُرْبَتِہٖ (ھَا) وَارْحَمْہُ (ھَا) فِیْ کُرْبَتِہٖ (ھَا) وَاَعْظِمْ لَہ (ھَا) اَجْرَہ (ھَا) ونَوِّر لہ (ھَا) قَبْرَہ (ھَا) وَبَیِّضْ لَہ (ھَا) وجھہ (ھَا) وبَرِّد لہ (ھَا) مضجعہ (ھَا) و عطّر لہ (ھَا) مَنْزِلَہ (ھَا) وَاَکْرِمْ لَہ (ھَا) نُزُلَہ (ھَا) یَا خَیْرَ الْمُنْزِلِیْنَ یَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ وَیَا خَیْرَ الرَّاحِمِیْنَ اٰمِیْن اٰمِیْن اٰمین صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِ الشَّافِعِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ ادعیۂ منقولہ:

(1) اے اللہ تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ اور ہمارے حاضر اور غائب کو اور ہمارے چھوٹے اور ہمارے بڑے کو اور ہمارے مرد اور عورت کو، اے اللہ ہم میں سے تو جسے زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جس کو موت دے اسے ایمان پر موت دے۔ اے اللہ تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔

(2) الٰہی اس میت کو بخش دے اور اُس پر رحم فرمااور اسے ہر بلا سے بچا عافیت دے اور اسے معاف کر اور اسے عزت کی مہمانی دے اور اس کی قبر وسیع کر اور اسے دھو دے پانی اور برف اور اُولوں سے اور اسے پاک کر دے گناہوں سے جیسے تونے پاک کیا سفید کپڑا میل سے اور اسے بدل دے مکان بہتر اس کے مکان سے اور گھر بہتر اس کے گھر والوں سے اور زوجہ بہتر اس کی زوجہ سے اور اسے داخل فرما بہشت میں اور اسے پناہ دے قبر کے عذاب اور قبر کے سوال اور دوزخ کے عذاب سے۔

(3) الٰہی یہ میت تیرا بندہ اور تیری باندی کا بچہ ہے، گواہی دیتاہے کہ کوئی سچا معبود نہیں مگر ایک اکیلا تو، تیرا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتاہے کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، یہ محتاج ہے تیری مہربانی کا، اور تو بے نیاز ہے اس کے عذاب سے یہ اکیلا رہا دنیا اور دنیا کے لوگوں سے اگر یہ ستھرا تھا اسے ستھرا فرمادے اور اگر خطاوار تھا تو اسے بخش دے۔ الٰہی ہمیں محروم نہ کر اس کے ثواب سے اور گمراہ نہ کر اس کے بعد۔

(4) الٰہی یہ تیرا بندہ تیری بندی کا بیٹا تیری باندی کا بچہ ہے، نافذ اس میں حکم تیرا تو نے اسے پیدا کیا اور اس حال میں کہ نہ تھا کوئی چیز جس کا نام تک کوئی لیتا ہو۔ یہ تیرے یہاں اُترا ہے اور تو بہتر ہے اُن سب سے جن کے یہاں کوئی غریب الوطن (مسافر)۔ میرے الٰہی اسے اس کی حجت سکھادے، اور اسے اس کے لئے محمد ﷺ سے ملادے، اور اسے ٹھیک بات پر ثابت رکھ کہ یہ تیرا محتاج ہے اور تو اس سے غنی ہے، یہ گواہی دیتا تھا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوائے اللہ کے پس اسے بخش دے، اور اس پر رحم فرما اور ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور اس کے بعد فتنے میں نہ ڈال، الٰہی اگر یہ تمہارا تھا تو اسے ستھرا فرمادے اور اگر خطاکار تھا تو اسے بخش دے۔

(5) الٰہی تیرا بندہ اور تیری باندی کا بچہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اسے عذاب کرنے سے غنی ہے۔ اگر نیک تھا تو اس کی نیکیاں زیادہ کر اور اگر بد تھا تو اسے درگزر فرما۔

(6) الٰہی تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا گواہی دیتا تھا کہ کوئی سچا معبود نہیں مگر اللہ اور یہ کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، اور تو اس کے حال کا زیادہ جاننے والا ہے ہم سے، اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکی بڑھا اور اگر بد تھا تو اسے بخش دے ، اور ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور اس کے بعد فتنے میں نہ ڈال۔

(7) تیرے اس بندے نے صبح کی کہ الگ ہوا یہ دنیا سے اور اسے چھوڑ دیا اس کے لوگوں کے لئے، اور تیرا محتاج ہوا اور تو اس سے غنی ہے، اور بے شک یہ گواہی دیتا تھا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اللہ کے، اور محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں، الٰہی اسے بخش دے اور اس سے درگزر فرمایا اور اسے ملادے اس کے نبی ﷺ سے۔

(8) الٰہی تو اس جنازے کا پروردگار ہے اور تونے اسے پیدا کیا اور تونے اسے اسلام کی راہ دکھائی اور تو نے اس کی جان قبض کی اور توخوب جانتا ہے اس کا چھپا اور ظاہر حال ہم حاضر ہوئے ہیں سفارش کرنے تو اسے بخش دے۔

(9) الٰہی بخش دے ہمارے سب بھائیوں بہنوں کو، اصلاح کردے ہمارے آپس میں اور ملاپ کردے ہمارے دلوں میں، الٰہی یہ تیرا بندہ فلاں بن فلاں ہے اور ہم تو اس کو اچھا ہی جانتے ہیں اور تجھے اس کا علم ہم سے زیادہ ہے تو ہمیں اور اسے سب کو بخش دے۔

(10) الٰہی بے شک فلاں بن فلاں تیری پناہ اور تیری امان کی رسی میں ہے تو اسے بچا سوال نکیرین اور عذابِ دوزخ سے کہ تو وعدہ پورا کرنے والا سب خوبیوں کا اہل ہے۔الٰہی تو اسے بخش دے اور اس پر رحم کر بے شک توہی بخشنے والا مہربان۔

(11) الٰہی اسے پناہ دے شیطان سے اور قبر کے عذاب سے الٰہی دور کر زمین کو اس کی دونوں کروٹوں سے اورآسمان پر لے جا اس کی روح کو اور اسے اپنی خوشنودی عطا کر۔

(12) الٰہی بے شک تو نے ہمیں پیدا کیا اور ہم تیرے بندے ہیں اور توہمارا رب ہے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

(13) الٰہی بخش دے ہمارے اگلے پچھلے، اور زندہ اور مردہ، اور مرد وعورت، اور چھوٹے اور بڑے کو، اور حاضر وغائب کو۔الٰہی ہمیں محروم نہ کر اس کے ثواب سے اور ہمیں فتنے میں نہ ڈال اس کے بعد۔

(14) اے اللہ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان، اے زندہ اے پائندہ اے نیا بنانے والے آسمانوں اور زمین کے اے بزرگی و عزت بخشنے والے میں تجھ سے مانگتاہوں اس وسیلہ سے کہ میں گواہی دیتا ہوں اور تیری طرف منہ کرتا ہوں وسیلے سے تیرے نبی محمد ﷺ کے کہ رحمت کے نبی ہیں۔ الٰہی بے شک کریم جب خود حکم سوال کا دیتا ہے اس سوال کو کبھی رد نہیں کرتا، اور بے شک تو نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے دعا کی اور تونے ہمیں اجازت دی تو ہم نے سفارش کی اور تو ہر کریم سے بڑھ کر کرم والا ہے تو ہماری سفارش اس میت کے حق میں قبول فرمااور اس پر رحم کر اس کی تنہائی میں اور اس پر رحم کر اس کی گھبراہٹ میں اور اس پر رحم کر اس کی بے کسی میں اور اس پر رحم کر اس کی تکلیف میں اور اسے بڑا ثواب دے اور اس کی قبر نورانی کر اور اس کا چہرہ پُرنور کر اور اس کی خواب گاہ ٹھنڈی کر اور اس کی جگہ معطر(خوشبودار) کر اور اسے عزت والی مہمانی دے اے سب مہربانوں سے بہتر اے سب بخشنے والوں سے بہتر اے سب مہربانوں سے بہتر۔ قبول فرمادرود وسلام وبرکات اتار سب شفیعو ں کے سردارِ محمد ﷺ اور ان کی آل اور اصحاب پر سب اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا پروردگار۔

فائدہ: نویں دوسویں دعاؤں میں اگر میت کے باپ کا نام معلوم نہ ہو اس کی جگہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہے کہ سب آدمیوں کے باپ ہیں اور اگر خود میت کا نام بھی نہ معلوم ہو تو نویں دعا میں لفظ هذا عبدك یا هذهٖ اُمتك پر قناعت کرے فلاں ابن فلاں یانیت فلاں کو چھوڑ دے اور دسویں میں اس کی جگہ عبدك هذا یاعورت ہو تو امتك هذا کہے۔

فائدہ: میت کا فسق و فجور اگر معاذ اللہ معلوم ہو تو نویں دعا میں لانعلم الا خیراً کی جگہ تیرا یہ بندہ قد علمنا منه ها خیر تیری یہ باندی کہے کہ اسلام ہر خیر سے بڑھ کر ہے۔ واللّٰہ غفور رحیم

فائدہ: ان دعاؤں میں بعض مضامین مکرر (ایک سے زائد بار) بھی ہیں اور دعائیں تکرار مفید و مستحسن (اچھا عمل) ہے جسے جلدی ہو یا یاد کرنے میں دِقت (مشکل) جانے تو دعائے اول(1) و دوم (2) و سوم(3) اور چہارم(4) بالقول الثابت تک اور ہشتم(8) سے دواز دہم (12) تک پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ یہی کافی ووافی ہے یہ نصف سے بھی کم رہ گیا اور چاہے تو چہار دم بھی ملالے۔اب بھی نصف سے کچھ زائد رہے گا اور وقت مساعدت کرے تو سب کا پڑھنا اولیٰ ہے امام جتنی دیر میں یہ دعائیں پڑھے مقتدی دعائے مشہور کے بعد اگر ان ادعیہ سے کچھ یاد نہ ہو صرف آمین آمین آہستہ کہتے رہیں۔[13] (فتاویٰ رضویہ جلد4صفحہ 79)

تبصرہ اُویسی غفرلہ: ان دعاؤں میں سے کوئی دعا نمازِ جنازہ میں پڑھ لی جائے جائز ہے لیکن احناف نے ان میں سے سب سے پہلی کا انتخاب کیا ہے کہ یہ سنداً قوی (مضبوط سند رکھنے والی) اور زیادہ محدثین سے منقول ہے یہ احناف کی حدیث دانی کا بین ثبوت ہے اور پھر اسی پر التزام (لازم) اس لئے کہ عوام کی سہولت مد نظر ہے کہ وہ اسے مروج (رائج) کرکے سہولت سے یاد کریں گے۔

فقیر نے الحمد للہ احناف کا طریقہ نمازِ جنازہ اور اس کی دعاؤں اور تکبیرات کو مکمل و مفصل (تفصیل کے ساتھ) عرض کر دیا ہے۔

نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کا حکم: احناف کے نزدیک بھی بہ نیت نمازِ جنازہ میں الحمد شریف پڑھنا جائز ہے تو جس کو نمازِ جنازہ کی دعائیں یاد نہ ہوں وہ الحمد شریف پڑھ لے جیسا کہ جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کوئی اور دعا پڑھ لے تو جن احادیث میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے لوگوں کو الحمد شریف پڑھنے کا حکم فرمایا ہے وہ انہی لوگوں کے لئے ہے جن کو دعائے جنازہ یاد نہ ہو۔ اس لئے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے ثابت نہیں کہ آپ نے نمازِ جنازہ میں الحمد شریف پڑھی ہو بلکہ آپ سے چودہ قسم کی دعائیں پڑھنا احادیث سے ثابت ہیں۔ نیز آپ سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے فرمایا ہو کہ الحمد شریف کے بغیر نمازِ جنازہ درست نہیں۔ نسائی شریف، جلد اول، باب صلوۃ الجنازہ میں یہ حدیث ہے کہ آپ نے ایک جنازہ پر مندرجہ ذیل دعا پڑھی۔

حدیث شریف: عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: " اللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: مِنْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ، اللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ [14]

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوا کہ نمازِ جنازہ میں کوئی بھی دعا پڑھ لی جائے تو جائز ہے یونہی الحمد شریف بھی ایک دعا ہے اسی لئے اسے دعا کی نیت سے پڑھ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ہاں اسے واجب یا فرض سمجھنا یہ غیر مقلدوں کی

---

[13] (فتاوی رضویہ، کتاب الجنائز، جلد9، صفحہ 219 تا222، رضا فاونڈیشن لاہور)

[14] ہمیں نسائی شریف میں یہ حدیث نہ ملی جبکہ باقی تمام مشہور کتب حدیث میں موجود ہے۔ یہاں ہم صرف ترمذی شریف کا حوالہ نقل کر رہے ہیں۔

(سنن ابي داود، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت، الجزء 3، الصفحة 211، الحديث3202، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

جہالت ہے کیونکہ اگر اس کا پڑھنا فرض یا واجب ہوتا تو حضور ﷺ کا ہر نمازِ جنازہ میں پڑھنا ثابت ہوتا حالانکہ آپ سے ہر نماز ِ جنازہ میں پڑھنا ثابت نہیں بلکہ نہ پڑھنا ثابت ہے۔جس کی تفصیل آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

نمازِجنازہ میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کا ثبوت: ہم نے ابتداء میں بکثرت روایات نقل کی ہیں جن میں صاف اور واضح ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام سے ہی ثابت ہوتاہے کہ نمازجنازہ میں دعائیں پڑھنا مطلوب نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا۔چند روایات پہلے گزری ہیں چند دیگر بھی حاضر ہیں۔

(1) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمْ يُوَقِّتْ لَنَا فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ قِرَاءَةٌ وَلَا قَوْلٌ، كَبِّرْ مَا كَبَّرَ الْإِمَامُ، وَأَكْثِرْ مِنْ طِيبِ الْكَلَامِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ. [15] (مجمع الزوائد جلد3صفحہ32)

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے نمازِ جنازہ میں نہ قرآن پڑھنے کو مقرر کیا گیا نہ کسی اور چیز کو،امام کی تکبیر پر تکبیر کہو اور اچھی دعا و ثناء کرو۔

(2) غیر مقلدین کے مستند ظاہری عالم ابن حزم متوفی 456 نقل کرتا ہے،

وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ: أَنَّهُ سُئِلَ: أَيَقْرَأُ فِي الْجِنَازَةِ بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: لَا. [16]

(محلی جلد5صفحہ131)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کیا نمازِ جنازہ میں قرآن پڑھا جائے گا؟ فرمایا نہیں۔

(3) مؤطا امام مالک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: عَمَّنْ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا لَعَمْرُ اللّٰهِ أُخْبِرُكَ: أَتَّبِعُهَا مِنْ عِنْدِ أَهْلِهَا، فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ، ثُمَّ أَقُولُ: اللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ الخ [17] (فتح القدیر)

یعنی جس کسی نے حضرت ابوہریرہ سے پوچھا کہ وہ نمازِ جنازہ کیسے پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا تمہاری عمر کی قسم میں بتاتاہوں میں میت کے گھر سے اس کے ساتھ جاتاہوں جب میت رکھی جاتی ہے تو تکبیریں کہتاہوں اور اللہ کی حمد اس کے نبی کریم ﷺ پر درود عرض کرتاہوں پھر یہ دعا پڑھتاہوں الٰہی تیرا یہ بندہ تیرے الخ۔

انتباہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بتائی ہوئی نمازِ جنازہ میں حمد، درود و دعا کا ذکر تو ہے مگر تلاوتِ قرآن کا بالکل ذکر نہیں۔معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام جنازہ میں سورہ فاتحہ تلاوت نہیں کرتے تھے اور امام مالک فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر (مدینہ پاک) میں نمازِ جنازہ کے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی۔

خلاصۃ البحث: نمازِ جنازہ کی اصل وَضع (وجہ) بھی دعا ہے کہ میت کے لئے اس کے قبر میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش و نجات کی التجا کی جائے۔اور دعا میں حمد ودرود ہوتا ہے مگر تلاوتِ قرآن نہیں لہٰذا نمازِ جنازہ میں تلاوت بھی نہیں۔ وہابی

---

[15] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة، الجزء3، الصفحة32، الحديث4153، مكتبة القدسي، القاهرة)

[16] (المحلى بالآثار، كتاب الجنائز صلاة الجنائز وحكم الموتى، مسألة التكبير على الجنازة، الجزء3، الصفحة 353، الحديث4153، دار الفكر بيروت)

[17] (فتح القدير، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل في الصلاة على الميت، الجزء2، الصفحة122، دار الفكر)

حضرات کو چاہیے کہ جس طرح وہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب مانتے ہیں تو رکوع سجود کو بھی واجب مانیں کیونکہ تلاوت اس نماز میں واجب ہوگی جو نماز رکوع سجود والی ہو۔جب نمازِ جنازہ میں رکوع سجود نہیں تو پھر تلاوتِ قرآن کس طرح واجب ہو سکتی ہے۔

غیر مقلدین سے آخری گفتگو: مسئلہ کا ثبوت قرآن مجید کے بعد حضور ﷺ کے ارشادِ گرامی سے چاہیے۔اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی ارشادِ گرامی وارد (ہم تک پیغام پہنچا) نہیں بلکہ آپ کے خلفاء گرامی رضی اللہ عنہم سے بھی چنانچہ امام ابن شیبہ اپنی تصنیف (کتاب) میں روایت کرتے ہیں، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «مَا بَاحَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَبُو بَكْرٍ، وَلَا عُمَرُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ بِشَيْءٍ» [18]

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 110، جلد4)

یعنی حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نمازِ جنازہ میں پڑھنے کے کسی چیز کو متعین نہیں فرمایا نہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرات سے روکنے والوں سے ہیں۔

اور تیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صراحۃً ثابت ہے کہ وہ قرآن کی کوئی سورۃ فاتحہ ہو یا کوئی اور نمازِجنازہ میں نہیں پڑھتے تھے۔چنانچہ ابن ابی شیبہ میں ہے،

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنَّهُمْ لَمْ يَقُومُوا عَلَى شَيْءٍ فِي أَمْرِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ» [19]

یعنی تیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ وہ نمازِ جنازہ میں قرآن کی کوئی شے نہیں پڑھتے تھے۔

اِستِدلال (دلیل) بطریقہ دیگر: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو منافقین (جو بظاہر مسلمانوں کی طرح کلمہ پڑھتے تھے مگر دل میں اسلام سے بغض رکھتے تھے) کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے روکا ہے چنانچہ فرمایا:

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ (پارہ 11، سورہ التوبۃ، الایۃ84)

ترجمہ : اور ان میں سے کسی کی میت پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔

تو اس نماز کی غرض و غایت (مقصد) بھی دعا ہے نہ کہ قراۃ قرآن وغیرہ۔یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے جتنی نمازیں اموات پر پڑھائیں کسی میں بھی سورہ فاتحہ کا پڑھنا منقول نہیں۔وہابی نے دین کی تحریف (تبدیلی) کرتے ہوئے خود یہ قاعدہ گھڑ لیا کہ نمازِجنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

---

[18] (الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار المعروف مصنف ابن ابی شیبه، كتاب الجنائز ،باب من قال ليس على الميت دعاء موقت في الصلاة عليه وادع بما بدا لك، الجزء2، الصفحة489، الحديث11367،مكتبة الرشد الرياض)

[19] (الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار المعروف مصنف ابن ابی شیبه، كتاب الجنائز ،باب من قال ليس على الميت دعاء موقت في الصلاة عليه وادع بما بدا لك، الجزء2، الصفحة489، الحديث11368،مكتبة الرشد الرياض)

نمازِ جنازہ درحقیقت دعا ہے جیسا کہ بار بار عرض کیا گیا ہے لہٰذا اس میں تلاوتِ قرآن کسی طرح بھی جائز نہیں ہوسکتی۔جنازہ میں رکوع سجدہ و تشہد نہیں اور پھر اس میں میت کو آگے رکھا جاتاہے بلکہ خود رسول اللہ ﷺ نے نمازِ جنازہ کی غرض و غایت دعا بتائی ہے۔

ابوداوَد و ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ، فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ» [20]

یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ جب تم میت پر نمازِ جنازہ پڑھو تو اس کے لئے خاص دعا کرو۔

فائدہ: اس حدیث میں الحمد اور تلاوتِ قرآن کا ذکر نہیں اگر نمازِ جنازہ میں الحمد پڑھنی واجب ہوتی تو حضور ﷺ اس کا ذکر ضرور فرماتے۔

اِنتِباہ: فقہاء کا تقاضا ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا مراد ہو یہاں اس سے بحث نہیں تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ "دعا بعد نمازِ جنازہ کا ثبوت" پڑھیئے۔

بہر حال نمازِ جنازہ میں نہ سورۃ فاتحہ ہو اور نہ ہی کسی قسم کی تلاوتِ قرآن ہو کیونکہ عام نمازوں میں جیسے تلاوتِ قرآن رُکن ہے ویسے ان میں رکوع سجدہ التحیات میں بیٹھنا بھی رُکن ہے اور ان نمازوں میں قبر یا میت یا کسی زندہ آدمی کا منہ سامنے ہونا مکروہ (ناپسندیدہ) ہے۔لیکن نمازِ جنازہ میں نہ تو رکوع، سجود، التحیات ہے۔

اور یہ نماز میت کو آگے رکھ کر ادا کی جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ نماز درحقیقت دعا ہے اور یہی ہم کہتے ہیں کہ اگر سورۃ فاتحہ پڑھنی بھی ہے تو بہ نیت دعا پڑھ سکتے ہیں لیکن اسے فرض قرار دینا مداخلت فی الدین (دین میں مداخلت) ہے۔

ترمذی شریف میں ہے بعض اہل علم نے فرمایا کہ نمازِ جنازہ میں قرأت نہ کرے وہ تو صرف اللہ کے لئے،ثناء نبی کریم ﷺ پر درود اور میت کے لئے دعا ہے۔[21] (ترمذی شریف جلد1صفحہ 122)

بلکہ بعض صحابہ تو نہ سورۃفاتحہ خود جنازہ میں پڑھتے تھے اور نہ ہی پڑھنا پسند فرماتے تھے تاکہ کوئی اسے واجب نہ سمجھ لے چنانچہ عینی شرح بخاری میں ہے: وَمِمَّنْ كَانَ لَا يقْرَأ فِي الصَّلَاة على الْجِنَازَة وينكر: عمر بن الْخطاب وَعلي بن أبي طَالب وَابْن عمر وَأَبُو هُرَيْرَة. [22] (عینی شرح بخاری)

---

[20] (سنن ابي داود. كتاب الجنائز. باب الدعاء للميت. الجزء3. الصفحة210. الحديث3199.المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

(سنن ابن ماجه. كتاب الجنائز. باب ما جاء في الدعاء في الصلاة على الجنازة. الجزء1. الصفحة460. الحديث1497.دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي)

[21] (سنن الترمذي. أبواب الجنائز . باب ما جاء في القراءة على الجنازة بفاتحة الكتاب. الجزء3. الصفحة 337. الحديث1027. شركة مكتبةومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر)

[22] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري. كتاب الجنائز . باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة. الجزء8. الصفحة 139. دار إحياء التراث العربي بيروت)

فرمایا اور جو لوگ نمازِ جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے ان میں عمر بن الخطاب، علی ابن ابی طالب، ابن عمر وابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل ہیں۔

نمازِ جنازہ میں اگر سورہ فاتحہ واجب ہوتی تو کیا سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کبھی سورہ فاتحہ نمازِ جنازہ میں پڑھنا چھوڑ سکتے تھے؟اگر فاتحہ نہ پڑھنے سے جنازہ نہیں ہوتا تو جن کا جنازہ فاروق اعظم اور علی المرتضی نے پڑھایا تھا ان جنازوں کے بارے میں غیر مقلدین کا کیا فتویٰ ہے؟

تابعین[23] میں سے جو اس مسلک پر کار بند تھے حضرت عطاء، طاؤس، سعید بن مسیب، ابن سیرین، سعید بن جبیر، شعبی اور حاکم کے اسماء ذکر کئے جاتے ہیں۔ کیا آپ کا ذہن اس بات کو قبول کرتاہے کہ سورۃ فاتحہ نمازِ جنازہ میں پڑھنا فرض ہے اور حضرت فاروقِ اعظم حضرتِ علی وغیرھما جیسی جلیل القدر ہستیوں کو اس کا علم نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ نمازِ جنازہ میں دعاؤں کے سوا قرآن کی کسی سورت کا پڑھنے کا حکم نہیں خواہ سورہ فاتحہ ہو یا کوئی اور۔

سوالات وجوابات

غیر مقلدین کاسب سے بڑا اہم سوال نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کا ہے اور یہ دراصل امام شافعی کا مذہب ہے کہ نمازِ جنازہ میں قرأت سورۃ فاتحہ فرض ہے ان کے نزدیک سورہ فاتحہ جنازہ میں نہ پڑھی تو نمازِ جنازہ درست نہ ہوگی۔غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ تقلید حرام ہے لیکن اس مسئلہ میں امام شافعی کے مقلدین سے احناف کا مؤقف ہے کہ نمازِ جنازہ میں کسی قسم کی قراۃ ناجائز ہے۔

ہاں اگر سورہ فاتحہ یا قرآن مجید کی کوئی اور سورۃ ثناء یا دعاکے طور پر پڑھ لی جائے تو جائز ہے قرآن مجید کے ارادے سے پڑھنا جائز نہیں اور شرعاً قرآن کی دعا کے ارادے سے پڑھنا جائز ہوتاہے مثلاً جس شخص پر غسل فرض ہو اس کے لئے تلاوت کے ارادے سے قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن اگر دعا کے ارادہ سے پڑھ لے تو جائز ہے جیسے کسی نے کہا سناؤ کیا حال ہے؟وہ جواب میں کہے الحمد للہ رب العٰلمین تو یہ جائز ہے لہٰذا جنازے میں بھی بہ نیت تلاوتِ سورۃ فاتحہ پڑھنا خلافِ سنت اور بطورِ ثناء یا دعا کے پڑھنا جائز ہے واجب نہیں۔

---

[23] وہ افراد جنہوں نے سرکار کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی صحبت کاشرف پایا۔

نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کو واجب کہنا جہالت ہے کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو جنازہ ہوتا ہی نہیں۔ اکثر صحابہ کرام جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ «لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ» [24] (مؤطا)

ترجمہ : بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ جنازہ میں قراۃ نہیں کیا کرتے تھے۔

یونہی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ: لیس فیھا قراءۃ شئی من القرآن [25]

فرمایا نمازِ جنازہ میں قراۃ قرآن کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔

سوال: حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ نمازِ جنازہ میں پڑھنا سنت ہے وہ حدیث یہ ہے:

وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فَقَالَ: لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ [26] (مشکوٰۃ)

یعنی طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس کے پیچھے نماز پڑھی اور فرمایا: تاکہ تم جان لو یہ بھی ایک طریقہ ہے۔

جواب: أَنَّهَا سُنَّةٌ سے مراد طریقہ ہے نہ کہ حضور ﷺ کی سنت۔ اگر حضور ﷺ کی سنت ہوتی تو دیگر صحابہ کرام کو بھی علم ہوتا اگر بالفرض سنت بھی ہو تو اسے واجب قرار دینا کہاں کی عقلمندی ہے چونکہ صحابہ کرام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فعل پر تعجب کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا طریقہ یعنی بطورِ ثناء اور دعا کے فاتحہ پڑھنا بھی صحیح ہے۔ اسی لئے حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لَعَلَّ قِرَاءَةَ بعض الصَّحَابَةِ الْفَاتِحَةَ فِي صَلَاةِ الْجِنَازَةِ كَانَ بطرِيقِ الثَّنَاءِ وَالدُّعَاءِ لَا على وَجهِ الْقِرَاءَةِ [27] (طحاوی شریف)

یعنی شاید بعض صحابہ کرام جو نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے وہ بطورِ ثناء اور دعا کے ہوتا ہے تلاوتِ قرآن کے ارادہ سے نہیں پڑھتے تھے۔

جواب: بطورِ ثناء اور دعا کے سورہ فاتحہ کا نمازِ جنازہ میں پڑھنا بھی صرف ابن عباس سے ثابت ہے کسی اور صحابی نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اور نہ ہی کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھی ہو چنانچہ فتح القدیر میں ہے، وَلَمْ تَثْبُتْ الْقِرَاءَةُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . [28]

---

[24] (موطأ الإمام مالك، أبواب الجنائز ، باب ما يقول المصلي على الجنازة، الجزء 1، الصفحة 228، الحديث 19، دار إحياء التراث العربي، بيروت لبنان)

[25] (كتاب الاثار للشيباني، باب الصلاة على الجنازة، الجزء 2، الصفحة 69، الحديث 237، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان)

[26] (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز ، باب غسل الميت وتكفينه، الفصل الأول، الجزء 1، الصفحة 522، الحديث 1654- (9)، المكتب الإسلامي بيروت)

[27] مندرجہ ذیل دونوں شروعات میں طحاوی شریف کے حوالے سے بات گئی ہے۔

(شرح سنن ابن ماجه للسيوطي، باب ما جاء في التقليس التقليس الضرب بالدف الخ، الصفحة 107، قوله :الرقم 1495، قديمي كتب خانة كراتشي)

(لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح للدهلوي، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، الجزء 4 ، الصفحة 129، الرقم 1655- (10)، دار النوادر، دمشق سوريا)

[28] (فتح القدير، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل في الصلاة على الميت، الجزء 2، الصفحة 122 ، دار الفكر)

یعنی حضور ﷺ سے نمازِ جنازہ میں قرأت ثابت نہیں۔

سوال: حدیث شریف سے تو ثابت ہے چنانچہ مروی ہے: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ [29] (مشکوٰۃ)

یعنی حضور اکرم ﷺ نے جنازہ پر سورہ فاتحہ پڑھی۔

جواب: محدثین کرام نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کے راویوں میں ابراہیم بن عثمان راوی موجود ہے جو قابل اعتماد نہیں۔چنانچہ ترمذی شریف میں اسی حدیث کے تحت ہے: إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ هُوَ أَبُو شَيْبَةَ الوَاسِطِيُّ مُنْكَرُ الحَدِيثِ [30]

یعنی اس حدیث کا راوی ابراہیم بن عثمان منکر الحدیث (احادیث کاانکار کرنے والا یانہ ماننے والا) ہے۔

جواب 2: اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور ﷺ نے سورہ فاتحہ عین نماز میں پڑھی ہو ممکن ہے جنازہ سے قبل یا بعد میں پڑھی ہو جیساکہ حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: واحتمال دارد کہ برجنازہ بعد از نماز یا پیش ازان بقصد تبرک خوانده باشد چنانکہ الآن متعارف است [31] (اشعۃ)

یعنی اور اِحتِمال (امکان) ہے کہ جنازے پر نماز کے بعد یا پہلے حصول برکت کے لئے آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی ہو جیسا کہ آج کل بھی رواج ہے۔

فائدہ: شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشادِ گرامی کے مطابق تو بعد نمازِ جنازہ اور فاتحہ مروجہ کا ثبوت ملتاہے جس کے دیوبندی اور غیر مقلدین منکر ہیں لیکن غیر مقلدوں نے حدیث کا مفہوم بیان کرنے میں عوام کو دھوکا دینے کی خام کوشش کی ہے حالانکہ اسی حدیث کے حاشیہ میں ہے لَمْ تَثْبُتْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی رسول اللہ ﷺ سے قراۃ فاتحہ ثابت نہیں۔

جواب3: سورہ فاتحہ پڑھنے پر سارے حاضرین صحابہ و تابعین کو سخت تعجب ہوا تب ہی تو آپ نے معذرت کے طور پر کہا کہ میں نے یہ عمل اس لئے کیا تاکہ تم جان لو یہ سنت ہے۔پتہ چلا کہ صحابہ کرام نہ تو پڑھتے تھے اور نہ اسے سنت جانتے تھے اسی لئے آپ کو معذرت کرنی پڑی۔

---

[29] (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز ، باب غسل الميت وتكفينه، الفصل الثاني، الجزء 1، الصفحة 527، الحديث1673-(28)، المكتب الإسلامي بيروت)

[30] حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَلَى الجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ

(سنن الترمذي، أبواب الجنائز ، باب ما جاء في القراءة على الجنازة بفاتحة الكتاب، الجزء 3، الصفحة336 الى 337، الحديث1026، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر)

[31] (اشعة للمعات ، كتاب الجنائز ، الفصل الثاني، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها ، الجزء 1، الصفحة731، مطبع منشى نول كشور، لكهنؤ)

جواب 4: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں فرمایا کہ یہ سنت رسول اللہ ہے بلکہ لغوی معنی میں سنت فرمایایعنی یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ بجائے دوسری ثناء اور دعا کے سورہ فاتحہ پڑھ لی جائے۔ہم بھی یہی کہتے ہیں یاد رہے کہ سنت بمعنی طریقہ بہت سی احادیث میں آیاہے بلکہ قرآن مجید میں بھی سنت بمعنی طریقہ مُتَعَدد(بہت)مقامات پر مُستَعمِل (استعمال)ہوا ہے۔

اس سے سنت رسول ﷺ سمجھنا جہالت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے کہیں ثابت نہیں ہوا کہ آپ نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی ہو کہ یہ بجز(علاوہ) سیدنا عبد اللہ ابن عباس کے کسی صحابی سے جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں بلکہ اکابرین صحابہ میں سے حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفاءِ راشدین میں سے ہیں نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ بطور تلاوت پڑھنے کے سخت مخالف تھے جیسا کہ میں پہلے ثابت کر چکا ہوں۔فتح القدیر میں ہے،

وَلَمْ تَثْبُتُ الْقِرَاءَةُ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .[32]

ترجمہ: نبی پاک ﷺ سے جنازہ میں قرأۃ ثابت نہیں۔

جیسا کہ بکثرت حوالہ جات ہم نے پہلے عرض کئے ہیں۔

الزامی جواب:

(1) یہ حدیث غیر مقلدین کے لئے مفید نہیں کیونکہ اس میں سورہ فاتحہ پڑھنے کو سنت کہا ہے اور وہ اس کی فرضیت کا اعتقاد(یقین) رکھتے ہیں۔

(2) سنت کا لفظ اس بات میں صریح نہیں کہ وہ حضور کی سنت ہے یا کسی اور کی(۳)جب حدیث صحیح اور صحابہ کرام سے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع ثابت ہو چکا تو اس کا پڑھنا سنت نہیں ہو سکتا اور حضرت ابن عباس کے اس قول کے ساتھ تصحیح کے لئے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اُنہوں نے نمازِ جنازہ میں بطورِ ثناء اور دعا سورہ فاتحہ پڑھی نہ بطورِ قرأت قرآن کے اور اس کے جواز کے احناف بھی قائل ہیں۔

سوال: ابن ماجہ کی ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔[33]

جواب: اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے حماد بن جعفر العبدی۔حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ لین الحدیث ہے یعنی ضعیف ہے۔[34] (تقریب التہذیب صفحہ 45)

ایک اور راوی ہے شہر بن حوشب اس کے بارے میں ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ کثیر الارسال والاوہام ہے یعنی اس کی روایات اکثر مرسل ہوتی تھیں اور اس کو بہت وہم لاحق ہوتے تھے۔[35] (تقریب التہذیب صفحہ86)

---

[32] (فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، فصل في الصلاۃ علی المیت، الجزء2، الصفحۃ 122 ، دار الفکر)

[33] حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں، أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقْرَأَ عَلَی الْجِنَازَۃِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء في القراءۃ علی الجنازۃ، الجزء 1، الصفحۃ479، الحدیث1496،دار إحیاء الکتب العربیۃ فیصل عیسی البابي الحلبي)

[34] (تقریب التہذیب، حرف الحاء المہملۃ،ذکر من اسمہ حکیم بضم أولہ وہم أربعۃ، ثمانین ع، الجزء 1، الصفحۃ 177، الرقم1492، دار الرشید سوریا)

[35] (تقریب التہذیب، حرف الشین،شمیط في المہملۃ، الصفحۃ 269، الرقم2830، دار الرشید سوریا)

اور ایک راوی ہے ابو عاصم اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی روایات ضعیف ہوتی تھیں۔[36]

(تقریب صفحہ 258)

خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کی تمام کڑیاں ضعیف راویوں پر مشتمل ہیں۔

سوال: مجمع الزوائد جلد 3 صفحہ 33 کے حوالے سے طبرانی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضورﷺ نے نمازِ جنازہ میں بآواز بلند سورہ فاتحہ پڑھی۔[37]

جواب: مجمع الزوائد میں اسی حدیث کے ساتھ یہ لکھا ہوا ہے کہ اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن یزید بن عبدالملک نوفلی نام کا ایک راوی ہے اور وہ ضعیف ہے۔

سوال: مجمع الزوائد جلد3 صفحہ 32 سے اسماء بنت یزید کی روایت پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ تم نمازِ جنازہ پڑھو تو سورہ فاتحہ پڑھو۔[38]

جواب: اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد صاحب مجمع الزوائد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں معلی بن حمران نام کا ایک مجہول راوی ہے اور اس کے علاوہ دوسرے راوی بھی محل کلام ہیں۔

سوال: سنن نسائی سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے سورہ فاتحہ پڑھی اور ضم سورۃ کیا۔

جواب: سورۃ فاتحہ کا جواب گزر چکا اور ضم سورۃ کا جواب یہ ہے کہ روایت ابراہیم بن سعد کی ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ اس روایت میں ضم سورۃ کا طریقہ غیر محفوظ ہے۔[39] (سنن الکبریٰ جلد4 صفحہ38)

لطیفہ: غیر مقلدین نے یہ روایت ضعیفہ پیش کرکے چالاکی اور دھوکہ سے کام لیا ہے یہ کوے کا گوشت کھانے کا اثر ہے کیونکہ کوا بھی دھوکہ بازی میں ضرب المثل (مشہور) ہے ورنہ ہماری پیش کردہ روایات صحیحہ کو بھی ضعیف کہنے سے نہیں چوکتے اور یہاں احادیث ضعیفہ پیش کریں ناظرین سوچیں کہ ملا فی سبیل اللہ فساد ہوا یا نہیں۔

ڈوبے کو تنکے کا سہارا: وہابی غیر مقلدین جب دلائل سے عاجز آتے ہیں تو پھر بہانے بناتے ہیں چنانچہ سوالا ت ذیل سے اندازہ لگائیے۔

سوال: نبی پاکﷺ فرماتے ہیں، لَا صَلَاۃَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ[40] ترجمہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی جنازہ بھی نماز ہے لہٰذا وہ بھی سورہ فاتحہ کے بغیر جائز نہ ہوگا۔

---

[36] (تقريب التهذيب، حرف الشين، شميط في المهملة، الصفحة 469، الرقم 4385، دار الرشيد سوريا)

[37] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة، الجزء 3، الصفحة 32، الحديث 4159، مكتبة القدسي، القاهرة)

[38] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة، الجزء 3، الصفحة 32، الحديث 4156، مكتبة القدسي، القاهرة)

[39] (السنن الكبرى، كتاب الجنائز، جماع أبواب التكبير على الجنائز ومن أولى بإدخاله القبر، باب القراءة في صلاة الجنازة، الجزء 4، الصفحة 63، الحديث 6954، دار الكتب العلمية، بيروت لبنات)

[40] یہ حدیث تقریباً ہر مشہور کُتب حدیث میں موجود ہے۔

جواب: یہ تو معلوم نہیں کہ جناز ہ نماز نہیں دعا ہے اسے نماز محض اس لئے کہتے ہیں کہ بعض صورتوں میں اسے نماز سے مشابہت ہے جیسے طہارت، صفیں باندھنا وغیر ہ۔اگر غیر مقلدین اسے بھی باقی نمازوں کی طرح سمجھتے ہیں تو پھر رکوع اور سجدہ بھی کیا کریں کیونکہ رکوع اور سجود کے بغیر بھی نماز جائز نہیں۔

سوال: جب نمازِ جنازہ کو حنفی دعا سمجھتے ہیں تو پھر جنازہ کے بعد دعا کیوں مانگتے ہیں؟

جواب: دعا کے بعد دعا مانگنا اور اللہ تعالیٰ سے باربار مانگنا بالکل جائز ہے۔ علاوہ ازیں نمازِ جنازہ کے بعد دعا کے متعلق بھی احادیث مبارکہ ہیں جن کی تفصیل فقیر نے رسالہ ''بعد نمازِ جنازہ کے دعا کا ثبوت''میں لکھ دی ہیں۔

قاعدہ: اس قاعدے سے مسئلہ اذان بر قبر بھی واضح ہوا کہ قبرپر اذان کا نام اذان بوجہ مشابہت ہے ورنہ وہ بھی تلقین میت ہے۔تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "قبرپراذان"۔

دعوتِ غور و فکر: غیر مقلدین پر ہمارا سوال ہے کہ کیا حضورﷺ کی نمازِ جنازہ میں صحابہ کرام نے سورہ فاتحہ پڑھی تھی۔اگر ثابت کرسکیں اور نہیں کر سکیں گے تو پھر بتائیں حضور ﷺ کی نمازِ جنازہ ہوئی یا نہیں؟اگر کوئی کم عقل کہہ دے کہ احناف ثابت کریں کہ سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی تو میں جواباً عرض کروں گا کہ سید نا فاروق اعظم و سید نا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واضح ارشادات کے بعد اس اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔

غیر مقلدین سے دوسرا سوال: اگرغیر مقلدین کو حضورﷺ کی تمام حدیثوں پر عمل کرنے کا بے حدشوق ہے تو وہ جنازہ کے تکبیرات کی تعداد کسی حدیث سے متعین کردیں۔چار تکبیرات کی روایات مشہور ہیں لیکن پانچ تکبیرات کی صحیح روایت بھی ہے: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: كَانَ زَيْدٌ يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا، وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ خَمْسًا، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا» [41] (مسلم شریف)

یعنی عبدالرحمن بن ابي یعلی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ زیدبن ارقم ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہا کرتے تھے ایک مرتبہ اُنہوں نے پانچ تکبیریں کہہ دیں ہم نے پوچھا تو فرمایا کہ حضورﷺ پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے

غیر مقلدین بتائیں کہ جنازہ میں تکبیرات چار ہیں یا پانچ۔ اگر پانچ ہیں تو زید بن ارقم جب تک چار تکبیریں کہتے رہے وہ جنازے ہوئے یا نہیں؟اگر تکبیریں چار تھیں تو جس جناز ے پر پانچ تکبیریں کہیں گئیں وہ نماز جنازہ ہوئی یا نہیں۔

فقیر نے اپنی استطاعت پرا حناف کا مؤقف احادیث سے ثابت کرکے غیر مقلدین کی ایجاد کردہ بدعت کا بھی جواب دیا ہے اور ان کے اعتراضات کے جوابات بھی لکھے ہیں۔

---

[41](صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر، الجزء2، الصفحة 659، الحديث72- (957)، دار إحياء التراث العربي بيروت)

وماتوفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم وصلی اللّٰہ علیہ وسلم

فقط والسلام

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

25رجب المرجب1422ھ